Digitized by Khilafat Library Rabwah

فون نمبر ۳۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ ۱۶ ہجرت ۱۳۵۳ہش ۱۶ مئی ۱۹۷۴ء | نمبر ۱۰۸

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہر قسم کی مشکلات سے نجات اور مخلصی عطا فرماتا ہے

اگر خدا کے ساتھ سچا اور مضبوط تعلق ہو جاوے پھر کسی کی دشمنی کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے

"تمہیں چاہیئے کہ خالصۃً اللہ کے لئے ہو جاؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو مقدم کرو گے تو یقیناً سمجھو دنیا میں بھی ذلیل اور خوار نہیں رہو گے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے لئے غیرت ہوتی ہے وہ خود ان کا تکفل فرماتا ہے اور ہر قسم کی مشکلات سے انہیں نجات اور مخلصی عطا فرماتا ہے۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اگر تم میں وہ تخم بویا گیا جو صحابہؓ میں بویا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنے فضل کریگا۔ ایسے شخص پر کوئی شخص حملہ نہیں کر سکتا۔ اس امر کو خوب یاد رکھو اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا اور مضبوط تعلق ہو جاوے تو پھر کسی کی دشمنی کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میرے نزدیک عیسیٰ یا موسیٰ کا دعویٰ حقیقت نہیں رکھتا۔ اصل غرض تو یہ ہے کہ مَیں مقامِ رضا حاصل کرنا چاہتا ہوں اور یہی سب کو کرنا چاہیئے۔ یہ اس کا فضل اور محض فضل ہے کہ وہ اپنے انعامات سے حصہ دے اور اس کے حضور کوئی کمی اور اسکی ذات میں کوئی بخل نہیں یہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہیئے میرے نزدیک جو شخص ایسا گمان کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اگر انبیاء ورسل کے انعامات کو حاصل نہیں کر سکتا تو پھر دنیا میں آنے سے اس کا کیا فائدہ اور کیا حاصل؟ خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرنیوالوں اور راستبازوں کی ساری اُمیدوں کا خون ہو جاوے۔ اور وہ تو گویا زندہ ہی مر جاویں مگر نہیں ایسا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص پر وہی انعام کر سکتا ہے جو اس نے اپنے برگزیدہ بندوں پر کئے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس قسم کا دِل اور اخلاص لے کر اس کے حضور آؤ۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۸۴، صفحہ ۸۵)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۵ ماہ ہجرت۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت پہلے جیسی ہی ہے۔ چکروں اور شوگر کی تکلیف ابھی چل رہی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ ۱۵ ہجرت۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ کئی دنوں کے وقفہ کے بعد گزشتہ رات سے پھر سر درد کی تکلیف عود کر آئی ہے نیز دل ہر وقت دھڑکتا ہے۔ احبابِ جماعت بالالتزام دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا کرے اور آپ کی عمر میں بہت برکت ڈالے۔ آمین

ربوہ ۱۵ ہجرت۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی محترم نوابزادہ محمد احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ (جو بغرض علاج لاہور میں مقیم ہیں) کی صحتیابی کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے رقم فرماتی ہیں:۔

"محمد احمد خان کا تار کل ہم ابھی کو ملا ہے۔ لکھا ہے کہ آپریشن کی کامیابی کے لئے بہت دعا کریں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپریشن آسانی سے ہو جائے کوئی الجھن نہ ہو۔ کمزور بہت ہیں اس لئے بہت فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت والی زندگی بخشے۔ دعا کریں کہ

خیر ہی خیر رہے خیر کی راہیں کھل جائیں

آمین

مبارکہ"

احباب جماعت محترم نوابزادہ صاحب موصوف کی کامل و عاجل شفا یابی اور درازئ عمر کے لئے درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۱ ماہ ہجرت ۱۳۵۳ ہش مطابق ۱۱ مئی ۱۹۷۴ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں مشہور عالم پاکستانی سائنسدان محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی صاحبزادی عزیزہ سلام بیگم سلمہا کا نکاح ڈاکٹر حمید الرحمٰن خان ایم۔بی بی۔ایس ہیمپشائر انگلستان ابن محترم ڈاکٹر خلیل الرحمٰن خان صاحب آف پشاور کے ہمراہ گیارہ ہزار پونڈ حق مہر پر پڑھا۔ لڑکی کی طرف سے ولی کے فرائض محترم ملک حبیب الرحمٰن خان صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ نے اور لڑکے کی طرف سے ولی کے فرائض محترم خلیل الرحمٰن خان صاحب آف پشاور نے ادا کئے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں نیز سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے دینی و دنیوی لحاظ سے ہر رنگ میں خیر و برکت اور یمن و سعادت [illegible] وجب بنائے اور اسے اپنے فضلِ خاص کے نتیجہ میں نیک ثمرات سے نوازے۔ آمین

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۲ ماہ ہجرت ۱۳۵۳ ہش

اللہ تعالیٰ کی ایک سُنّت اور ہمارا فرض

اللہ تعالیٰ کا یہ ایک غیر مبدل قانون اور کبھی تبدیل نہ ہونے والی سنت ہے کہ وہ اپنی طرف سے انفرادی حیثیت میں کسی انسان پر اور اجتماعی حیثیت میں کسی قوم یا جماعت پر ایسی ذمہ داری نہیں ڈالتا جسے ادا کرنے کی اُس میں طاقت نہ ہو۔ وہ صرف اتنی ہی ذمہ داری ڈالتا ہے جسے وہ فرد یا قوم اپنی طاقت اور استطاعت کی رُو سے کما حقہٗ ادا کر سکے۔ چنانچہ وہ اپنی اس سنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ط (البقرہ آیت ۲۸۷)

ترجمہ:۔ اللہ کسی شخص پہ سوائے اُس (ذمہ داری) کے جو اُس کی طاقت میں ہو کوئی ذمہ داری نہیں ڈالتا۔

ایک طرف اُس کی یہ غیر مبدل سنت ہے اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اصلاح خلق کی غرض سے اپنے مبعوث کردہ مامور پر ابتداءً ایمان لانے والے کمزور، ضعیف اور بے بضاعت و بے حیثیت انسانوں پر حق کو غالب کرنے کی اتنی عظیم ذمہ داری ڈالتا ہے جو بظاہر ان کی طاقت اور استطاعت سے بالا معلوم ہوتی ہے۔ جن لوگوں سے ان کا مقابلہ ہوتا ہے وہ تعداد، قوت و طاقت، اثر و رسوخ اور وسائل کے لحاظ سے اُن سے بہت زیادہ طاقتور ہوتے ہیں، دونوں میں رائی اور پہاڑ کی نسبت بھی تو نہیں ہوتی۔ اب بظاہر یہ امر اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا سُنّت کے خلاف نظر آتا ہے۔ لیکن اگر ذرا غور کیا جائے تو اِس میں ذرّہ بھر بھی تضاد نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خدا جس کی یہ سنت ہے کہ وہ کسی پر اُس کی طاقت سے بڑھ کر ذمہ داری نہیں ڈالتا اِس بات پر پوری قدرت رکھتا ہے کہ وہ کسی پر کوئی ذمہ داری ڈالنے کے ساتھ ساتھ اسی کے مطابق اس کی طاقت میں بھی اضافہ کر دے۔ چنانچہ اس کی یہ بھی سنت ہے کہ جب وہ کسی پر کوئی ذمہ داری ڈالتا ہے تو پھر اُسی نسبت سے اُس کی طاقت میں بھی اضافہ کر دیتا ہے تاکہ اُس کی یہ سُنّت کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا پر کوئی اثر نہ پڑے اور وہ علیٰ حالہٖ قائم و برقرار رہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی اِس سنت کا کہ وہ ذمہ داری کی مناسبت سے ذمہ دار کی طاقت میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے اپنے ماموروں اور ان پر ایمان لانے والوں کے ضمن میں یہ کہہ کر ذکر فرمایا ہے کہ:۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ ۙ (المؤمن آیت ۵۲)

ترجمہ:۔ ہم اپنے رسولوں کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی اِس دنیا میں بھی ضرور مدد کریں گے اور اُس دن بھی جبکہ گواہ کھڑے ہوں گے۔

اِسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی اِس سُنّت کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ (الروم آیت ۴۸)

ترجمہ:۔ ہمارے ذمہ (خود اپنا قائم کیا ہوا) ایک حق ہے کہ ہم مومنوں کی ضرور مدد کرتے ہیں۔

مومنوں کی یہ تائید و نصرت اور خطرات کے وقت میں ان کی حفاظت اِسی رنگ میں ظاہر ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ آسمان سے فرشتے نازل کر کے مومنوں پر ڈالی جانیوالی ذمہ داریوں کی مناسبت سے ان کی طاقت اور استطاعت میں اضافہ کرتا رہتا ہے کسی بھی کام کو انجام دینے کی توفیق خدا تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے اور مومنوں کو اُس کا توفیق عمل کرنا ہی ذمہ داریوں کی نسبت سے طاقت میں اضافہ پر دلالت کرتا ہے۔ پس یہ ایک ازلی ابدی صداقت ہے کہ خدا تعالیٰ کسی پر ایسی ذمہ داری نہیں ڈالتا جسے ادا کرنے کی اس میں طاقت نہ ہو اور اگر کسی پر وہ کوئی ذمہ داری ڈالتا ہے تو اِس کے مطابق اسے طاقت بھی ضرور عطا کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کے مطابق اپنی طاقت اور استطاعت میں اضافہ کے لئے دُعائیں کرتے رہیں اور اس سے یہ توفیق مانگتے رہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نئی طاقت اور نئی استطاعت سے صحیح رنگ میں فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا کرتے چلے جائیں۔ اُس نے اِس بارہ میں مومنوں کو متعدد دُعائیں بھی سکھائی ہیں اور ان میں سے ایک دعا یہ ہے کہ:۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ○ (البقرہ آیت ۲۸۷)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب ہم سے (وہ بوجھ) نہ اٹھوا جس (کے اٹھانے) کی ہم میں طاقت نہیں۔ اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر (کیونکہ) تُو ہمارا آقا ہے۔ پس کافروں کے گروہ کے خلاف ہماری مدد کر۔

اِس آیت میں جیسا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی ایک حالیہ تقریر میں فرمایا ہے دراصل بوجھ اور ذمہ داریوں کے مطابق طاقت عطا ہونے کی دعا سکھائی گئی ہے یعنی جوں جوں بوجھ اور ذمہ داریوں میں اضافہ ہو اُسکی نسبت سے طاقت میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے۔ مراد یہ نہیں ہے کہ جتنی طاقت ہے صرف اتنا ہی بوجھ ڈالا جائے یہ تو اُسکی سُنّت کے خلاف ہے کہ وہ کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالے بلکہ مراد یہ ہے کہ جس بوجھ کے اُٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہماری طاقت میں اپنی تائید و نصرت سے اتنا اضافہ کر دے کہ ہم اسے بآسانی اٹھا سکیں اور پھر ہمیں اِس امر کی توفیق بھی عطا فرما کہ ہم تیری عطا کردہ طاقت سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے والے ہوں اسے ضائع کرنے ناشکری کرنے والے نہ ہوں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو یہ بشارت دی ہے کہ جتنی بھی زمانہ کے حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ پر ذمہ داریاں ڈالے گا اُسی کے مطابق اپنے فرشتوں کی افواج کو بھیج کر اور اپنی رحمت کے دروازے آسمانوں سے کھول کر آپ کے لئے ان ذمہ داریوں کے اٹھانے کی توفیق و ہمت حاصل کرنے کے سامان بھی پیدا کرے گا۔ اور کوئی بوجھ جو آپ کے کندھوں پر ڈالا جائے گا وہ ناقابل برداشت نہیں ہوگا۔ یہ آپ کبھی نہیں کہیں گے کہ بوجھ تو اتنا ڈال دیا گیا مگر اس کے مقابلہ میں ہمارے رب نے ہمیں طاقت نہیں دی کیونکہ اسلام کہتا ہے کہ جتنا بوجھ ہمارا رب ہم پر ڈالے گا۔ اسی کے مطابق ہمیں طاقت بھی دیتا چلا جائے گا۔ اِسی کے لئے ہمیں یہ دعا سکھائی گئی ہے رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ط اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہماری طاقت میں تو اضافہ نہ کر لیکن ہمارے بوجھ میں کمی کر دے۔ اِس آیت کا یہ مفہوم نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے بوجھ میں تو اضافہ کر لیکن ہماری طاقتوں میں اسی کے مطابق اضافہ کرتا چلا جا اور یہ نسبت قائم رہے کہ جتنی ذمہ داری ڈالی گئی اتنی طاقت بھی دے دی گئی۔"

(خدام الاحمدیہ کی ۲۱ دیں تربیتی کلاس سے اختتامی خطاب فرمودہ ۲۷ رمئی ۱۹۷۴ء مطبوعہ الفضل ۱۴ رمئی ۱۹۷۴ء)

اِن حالات میں ہمارے لئے از بس ضروری ہے کہ ہم مسلسل اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دُعائیں کرتے چلے جائیں کہ وہ اپنے فضل سے جہاں ہماری ہر آن بڑھنے والی ذمہ داریوں کی نسبت سے ہماری طاقت میں اضافہ کرتا چلا آ رہا ہے وہ ہمیں اس طاقت سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے مطابق قربانیاں کرنے کی توفیق بھی عطا فرماتا چلا جائے تاکہ ہم اس کے شکر گزار بندے اور اس کے افضال و انعامات کے مورد بنے رہیں۔

درخواست دعا میرے بہنوئی مکرم مختار احمد صاحب لائل پور اپنڈے سائیٹس کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔ ان کی صحت کامل کے لئے درخواست دعا ہے۔ (قمر احمد دفتر مجلس نصرت جہاں۔ ربوہ)

کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ بن جائے

محترم سیٹھ محمد اعظم مرحوم

(محترم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب ایم ایس سی ربوہ)

سیٹھ صاحب مرحوم سے پہلی دفعہ تعارف غالباً ۱۹۶۴ء میں کالج کی کسی تقریب کے موقع پر ہوا۔ لانبا قد پھندنے والی رومی ٹوپی اچکن کے سارے بٹن بند، حیدرآبادی پاجامہ غرضیکہ وہ دکن کی تہذیب کا چلتا پھرتا مرقع تھے۔ غالب کے اس طنز کے بعد کہ ؎

کانوں پہ ہاتھ دھرتے نہیں کرتے ہوئے سلام
اس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں

حیدرآباد والوں نے کانوں پہ ہاتھ رکھنے کی بجائے ذرا سا جھک کر ہاتھ چہرے کے سامنے سلام کر لینا اختیار کیا ہوگا۔ بہرحال یہ طرز خاص حیدرآباد کی ایجاد معلوم ہوتی ہے سیٹھ صاحب بھی اسی انداز سے مخاطب ہوتے آنکھوں میں خلوص کی چمک۔ اس سب رکھ رکھاؤ اور وضع داری کے جواب میں ہم پنجابیوں کی طرف سے سیدھا سادھا السلام علیکم۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کی تشفی ہوتی تھی یا نہیں۔ ہم وہ پنجابی اکھڑ دہاتی کہلانے کے شاکی ہونے کے باوجود اُس کے عادی ہو چکے تھے اور شاید وہ بھی پھیکے اس سلام کو بھی غنیمت سمجھتے تھے

علمی ادبی سرگرمیوں میں خاص شوق سے حصہ لیتے اور ان کی انتظار میں رہتے تھے ایسے مواقع پہ باہر سے آنیوالے مہمان ادباء و شعراء سے ان کا تعارف اس طرح کروایا جاتا گویا وہ پچھلے زمانہ کی کوئی کمیاب بلکہ نایاب شئے ہوں۔ ان کا بھی یہ حال تھا کہ ذرا چھیڑئیے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ حیدرآباد کا ذکر آتا تو ان کے سینے میں جیسے کوئی نیزہ پیوست ہو جاتا۔ ہر شخص تاریخ کے اس المیہ کا احساس اس شدت سے نہیں کر سکتا تھا جس شدت سے سیٹھ صاحب مرحوم کرتے تھے اسلئے بسا اوقات ایسا ہوتا کہ لوگ مسکرا دیتے اور سیٹھ صاحب دل مسوس کر رہ جاتے۔ ؎

یہ میرا حال جس پہ ہنسی آگئی انہیں
اکثر اسی نے ہنستے ہوؤں کو رلا دیا

حیدرآباد ان کے لئے فردوس گم گشتہ تھا۔ پچھلے سال جب وہ اپنے بڑے صاحبزادے محمد اکرم صاحب ڈپٹی چیف انجینئر کے پاس داؤد خیل موسم گرما گذارنے کے لئے جانے لگے تو میں نے کہا کہ ان چار ماہ میں آپ اپنے حالات قلمبند کر لیں اس میں حیدرآباد کی حالیہ تاریخ بھی محفوظ ہو جائے گی۔ واپسی پہ میں نے پوچھا کہ سوانح کا کیا ہوا؟ تو کہنے لگے کہ سوانح تو نہیں لکھ سکا البتہ کتاب کا عنوان سوچ لیا ہے پوچھا وہ کیا تو مسکرا کر اپنی خاص لَے میں بولے ؎

جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے

اپنے وطن میں فراخی و فارغ البالی کے دن دیکھے تھے۔ تقسیم ملک کے کچھ عرصہ بعد تک دکن میں مقیم رہے جائیداد ٹھکانے لگی کاروبار ٹھپ ہو گئے۔ ایک دولت امید باقی تھی کہ ارض موعودہ پاکستان میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ؎

کیں کھوکے تری راہ میں سب دولت دنیا
سمجھا کہ کچھ اس سے بھی سوا پائے ہے
مگر اے لب آرزو کہ خاک شدہ

تقسیم ملک کیوجہ سے ہجرت کرنیوالے اکثر شرفاء کی طرح انہیں بھی ناموافق حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ کچھ فطرتیں زمانہ کے ساتھ بدل جاتی ہیں۔ جیسا دیس ویسا بھیس۔ سیٹھ صاحب کا دیس تو بدلا مگر بھیس نہ بدلا۔ پاکستان میں سیاسی افراتفری کے ساتھ تجارت میں جو لوٹ کھسوٹ ہوتی ہے وہ ان کے تصور کی عین ضد تھی وہ اس راستہ پہ چل نہیں سکتے تھے۔ اس سے ہٹ گئے اور گوشہ نشین ہو گئے۔ اب وہ تھے اور لکھنو حیدرآباد۔ ایک روز میں عیادت کے لئے گیا تو حسب سابق حیدرآباد کا ذکر چل نکلا۔ کسی حیدرآبادی شاعر کا کلام جو اس نے وطن کے فراق میں لکھا ہے پڑھ کر سنانے لگے رقیق القلب تو پہلے ہی تھے بیماری نے ضبط کا حوصلہ کم کر دیا تھا۔ رونے لگے حتی کہ روتے روتے گھگھی بندھ گئی میں نے خیال کیا یہ غم جان لیوا ہو جائیگا کہا سیٹھ صاحب آپ نے تو حیدرآباد کو بت بنا لیا ہے اس بت کو توڑ ڈالئے۔ آپ تو مومن ہیں موحد ہیں۔ آپ کے دل میں اللہ کی محبت ہر چیز پہ مقدم ہونی چاہیئے۔ یہ کیا ہر وقت حیدرآباد کا تذکرہ۔ میری اس بات پہ ان کی حالت بدل گئی اور فوراً سکون کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ مگر یہ زہر غم تلخی کام و دہن سے گذر کر ان کے رگ و پے میں اتر چکا تھا اور پاکستان میں ان کی حالت وہی تھی جو خاقانی بدایونی کی حیدرآباد میں۔

ایک روز میں نے چند احباب کو چائے پہ بلایا۔ ان میں محترم مولانا ابو العطاء صاحب، محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی اور محترم سیٹھ صاحب بھی شامل تھے۔ ربوہ کے دستور کے مطابق وقت بعد از نماز عصر تھا چائے پی گئی۔ بات چیت شروع ہوئی ہی تھی کہ مغرب کا وقت آ پہنچا۔ چل چلاؤ شروع ہوا۔ میں نے اپنے چھوٹے بھائی مبشر ایاز سے کہا کہ مولانا کو چھوڑ آؤ۔ سیٹھ صاحب دروازے پہ الوداع کے لئے موجود تھے میں نے کہا کہ آپ کو بھی آسانی رہے گی آپ موٹر میں مولانا کے ساتھ تشریف لے جائیں۔ وہ پس و پیش کرنے لگے۔ میں نے سمجھا تکلف کر رہے ہیں کہ بس کر بضد اصرار انہیں موٹر میں بٹھا دیا۔ اگلے روز مجھے ان کا ٹیلیفون آیا کہ نواب بہادر یار جنگ مرحوم دعوتوں سے جلدی واپس جانیوالوں سے کہا کرتے تھے کہ میاں نہ میرے پاس فالتو روپیہ ہے کہ ضائع کروں اور نہ تم کھانے کے بھوکے ہو۔ دعوت کا اصل مقصد تو مل بیٹھنا ہوتا ہے کہنے لگے تم نے مجھے زبردستی موٹر میں سوار کرا دیا حالانکہ ابھی گفتگو کی محض ابتداء ہوئی تھی۔ میں نے کہا میں نے آپ کی آسانی کے لئے کہا تھا آپ فرما دیتے کہ میں بعد میں جاؤں گا۔ کہنے لگے تم نے دروازہ کھولا اور اصرار کیا تو کیا کہتا۔

افسوس کہ اس دعوت کے دو تین دن بعد وہ بیمار ہو گئے اور پھر اس قابل نہ ہو سکے کہ باہر آ جا سکیں۔ ہمارے ایم ایس سی کے طلباء نے ایک الوداعی تقریب جانے والے طلباء کے لئے منعقد کرنا چاہی ہم سب کی خواہش تھی کہ سیٹھ صاحب بھی اس میں شریک ہوں بلکہ طلباء نے انکا خاکہ کھینچا تھا اور مرحوم نے بخوشی اجازت دی تھی کہ مجلس میں سنا دیا جائے اور خوش تھے کہ سنیں۔ اسی دن وہ بیمار ہو گئے ہم نے تقریب ملتوی کر دی تھی تاریخ سے ایک روز قبل میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ ضرور شامل ہوں میں موٹر پہ لے چلوں گا اور تقریب کے بعد گھر چھوڑ آؤں گا۔ چنانچہ وہ راضی ہو گئے مگر کہنے لگے بیگم سے اجازت لے لو۔ بیگم صاحبہ نے خدشہ ظاہر کیا کہ طبیعت زیادہ خراب نہ ہو جائے ہمارے ایک اور دوست جو اپنے مزاح کے لطیفوں کی وجہ سے مشہور ہیں عیادت کے لئے آئے ہوئے تھے بول اٹھے میری بھی یہی رائے ہے۔ میں نے کہا سیٹھ صاحب "دو خواتین کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے" آپ چلیں۔ ان کا جی چاہتا تھا مگر بیگم صاحبہ کی بات کا پاس تھا جرأت نہ کر سکے۔ میں نے بھانپ لیا اور انہیں تسلی دینے کے لئے کہا کہ آپ خیال نہ کریں ہم سب مرد ایک ہی مجلس کے رکن ہیں یہ اس انگریزی لطیفہ کی طرف اشارہ تھا جس میں کہا گیا ہے کہ سب مرد

"Hen Pecked"

یعنی زن مرید ہوتے ہیں۔ بات ہنسی میں ٹل گئی۔ مگر سیٹھ صاحب کو اس مجلس میں شریک نہ ہو سکنے کا آخر وقت تک افسوس رہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا تعلق صرف دو چار برس کا تھا مگر طبیعت میں کئی باتوں میں اشتراک تھا اس لئے یہ تعلق خاصا استوار ہو گیا۔ ملاقات کے لئے میرے پاس وقت کی کمی تھی اور سیٹھ صاحب کے پاس سواری کی اس کا حل یوں نکلا کر دوسرے تیسرے دن انکا ٹیلی فون آجاتا بلکہ بعض دفعہ روزانہ متعدد مرتبہ ایسا ہوا کہ میں کلاس روم میں ہوتا کارکن آکر اطلاع دیتا کہ سیٹھ صاحب کا ٹیلی فون آیا ہے میں جاکر سنتا کہ شاید کوئی ضروری بات ہو مگر اکثر کسی کتاب یا شعر پر تبصرہ ہوتا یا اپنے یا کسی اور کے مقالے یا تقریر کے بارے میں تنقید۔ ایک روز ایم ایس سی کلاس شروع ہونے والی تھی کہ ایک طالب علم نے کہا جناب ایک گذارش ہے میں نے کہا کہئے؟ جواب ملا کہ سیٹھ صاحب کے ٹیلی فون کا بھی پیریڈ مقرر ہونا چاہیئے! یہ لطیفہ سیٹھ صاحب کو سنایا تو بہت محظوظ ہوئے۔ اور آئندہ جب کبھی میں دفتر میں نہ ہوتا تو کارکن سے میری مصروفیت کا پوچھ کر پیغام دے دیتے کہ دوبارہ ٹیلی فون کروں گا یا یہ کہ فلاں نمبر پر مجھے ٹیلی فون کر لینا افسوس یہ رابطہ بہت مختصر نکلا سے

برق رفتار جہان گذراں ہے کہ جو تھا

مرحوم کا ادب اور شعر کا ذوق نہایت ستھرا تھا۔ اگرچہ ہر حیدرآبادی کی طرح وہ قاف کو خاف ہی کہتے تھے مگر شعر نہایت باموقع اور خاص لے کے ساتھ پڑھتے تھے کتب بینی کا شوق تھا۔ ان کی بدولت کئی منظوم دیوان اور کتب سوانح اور تحقیقی مقالے پڑھنے کے لئے میسر آئے وہ کتب حاصل کرنے میں "ید طولےٰ" رکھتے تھے۔ ہندوستانی مصنفین کی تصانیف ہندوستان سے اپنے بعض عزیزوں کی معرفت کینیڈا یا امریکہ منگواتے اور وہاں سے پاکستان۔ خود پڑھتے دوستوں کو پڑھنے کیلئے دیتے۔ کسی حیدرآبادی مصنف کی کتاب یا مقالہ پڑھانے کے بعد انکا مطالبہ ہوتا تھا کہ تفصیلی رائے بیان کی جائے یعنی تنقید کی جائے اور حیدرآبادی دستور کے مطابق اس تنقید کا مطلب ہوتا تھا توصیف! اب بھلا توصیف کہاں تک ہو سکتی ہے؟ کئی دفعہ ان سے عرض کی گئی کہ انگریز جس چیز کی بہت تعریف کریں صرف اتنا کہتے ہیں کہ بُری نہیں آپ اس مقولہ کے پیش نظر ہماری تھوڑی سی تعریف کو بھی بہت سمجھیں مگر انکا دل وسیع تھا اور بیان فصیح۔ توصیف میں خست ان کے نزدیک تہذیب و مروت سے دوری تھی۔

دکن اور پنجاب کے تمدن میں بُعد المشرقین ہے اس خلیج کو پاٹنا کسی حیدرآبادی سے ممکن ہے نہ پنجابی سے۔ اس بارے میں سیٹھ صاحب سے اکثر نوک جھوک رہتی۔ ہم انکے تلفظ کا مذاق اڑاتے وہ ہمارے تلفظ کی خامیاں بتاتے۔ تہذیب و تمدن کا موازنہ ہوتا جب وہ بہت جوش میں آتے تو ہم کہتے کہ صاحب بھولیے آپ کی نصف بہتر پنجابی ہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ سیٹھ صاحب کی بیگم صاحبہ محترمہ پنجابی ہیں۔ اس کے بعد ان کی زبان خاموش ہو جاتی۔ ایسے حیدرآبادی وضعداری کیلئے یا اپنی رفیقۂ حیات کیلئے بے پناہ محبت و احترام کہ ہماری اس دلیل کے بعد وہ کبھی کچھ کہہ نہیں پاتے تھے وہ اپنے وطن میں مولوی محمد اعظم کہلاتے تھے پاکستان میں آئے تو مولوی کی بجائے سیٹھ کہلائے! معلوم ہوتا ہے حیدرآباد میں مولوی کا لقب شگفتہ مزاج، زندہ دل بے ریاء بے ریش لوگوں کو بھی دے دیا جاتا تھا مگر پاکستان میں انکا سیٹھ کہلانا زمانہ کی ستم ظریفی کے سوا اور کیا ہے؟ نقل مکانی کے بعد یا یوں کہیئے کہ اس کی وجہ سے وہ منعم سے درویش اور مولوی سے سیٹھ بنے مگر انکی وضع قطع میں فرق نہ آیا۔ انکار میں گہرائی تو آئی مگر تبدیلی پالیسی راہ نہ پاسکی۔ سے

گر کیا ناصح نے ہم کو قید اچھا یوں سہی
یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا۔

مجلس اتحاد المسلمین حیدرآباد کی سرگرمیوں میں وہ ہمیشہ پیش پیش رہے۔ نواب بہادر یار جنگ (مرحوم) ان کے قائد اور ہیرو تھے اپنا آخری مقالہ انہوں نے نواب موصوف ہی کے بارے میں لکھا اور تعلیم الاسلام کالج کی ایک مجلس میں پڑھ کر سنایا۔ مقالہ کیا لکھا۔ نواب مرحوم اور حیدرآباد مرحوم کے سارے غم پھر سے تازہ کر لیئے۔ وہ بلا کے حریص لذت آزار تھے۔ ان کی بیماری اور موت کا فوری سبب زہر غم میں بجھا ہوا یاد ولی کا یہی تیر تھا جو انہوں نے خود اپنے سینے میں پیوست کیا۔

آغشتہ ایم ہر سر خارے بخون دل
قانون باغبانی صحرا نوشتہ ایم

انکی باتوں سے بعض دفعہ لوگوں کو احساس ہوتا تھا کہ وہ قنوطی ہیں۔ یہ بات درست نہیں تھی۔ اتحاد مسلمین کیلئے ان کی سرگرمیاں، پرانی تہذیبی اقدار کیلئے انکا سینہ سپر رہنا اور حالات و مصائب کے علی الرغم اپنے مسلک پر انکا ڈٹے رہنا اس تاثر کے غلط ہونیکا واضح ثبوت ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ مرض الموت میں جب کہ چلنا پھرنا ان کے لئے نہ صرف مشکل بلکہ خطرناک تھا۔ اسلامی سربراہی کانفرنس کا حال ٹیلی ویژن پر دیکھنے کیلئے وہ ایک دوست کے ہاں گئے شاید اس منظر میں وہ اپنے خوابوں کی تعبیر دیکھنا چاہتے تھے۔

کیا مرحوم نے احمدیت کے قطرہ میں اسلام کا دجلہ اور اس جزو میں کل کی شان رعنائی کا مشاہدہ کر لیا تھا؟ یہ سوال ایمانیات سے زیادہ وجدان سے تعلق رکھتا ہے مگر میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشن گوئیوں پر محکم ایمان رکھتے تھے اور اس دن کے جلد آنے کے منتظر رہتے تھے جب اسلام کا سورج اپنی پہلی شان کے ساتھ طلوع ہو گا۔ ان کی توجہ روشن اور دل قلب سلیم تھا۔

ان کی وفات پر معلوم ہوا کہ وہ کرایہ کے مکان میں رہتے تھے ایک لحظہ کے لئے دل نے صدمہ محسوس کیا پھر معاً خیال آیا کہ کون ہے جو کرایہ کے مکان میں نہیں رہتا ہے

کہا اک روز میں سودا سے کہ اے آوارہ
تیرے رہنے کا معین بھی مکان ہے کہ نہیں
یک بیک ہو کے برآشفتہ لگا وہ کہنے
کچھ تجھے عقل سے بھی بہرہ ہے؟ میاں یہ کہ نہیں
دیکھا میں قصر فریدوں کے در پر اک شخص
حلقہ زن ہو کے پکارا کوئی یاں ہے کہ نہیں

کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ
ربک ذوالجلال والاکرام

تبصرہ:-

سیرت داؤد

سائز ۲۰×۲۶/۸ ضخامت: ۲۲۸ صفحات

پیشکش:- الجمعیۃ العلمیہ بالجامعۃ الاحمدیہ ربوہ

زیر نظر کتاب محترم سید داؤد احمد صاحب مرحوم سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ کے سوانح حیات اور سیرت کا ایک دلکش مجموعہ ہے۔ جسے جامعہ احمدیہ کے طلباء نے اپنے شفیق اور محبوب استاد کی خدمت میں محبت وعقیدت اور احسان مندی کا نذرانہ پیش کرنے کی غرض سے بہت محنت اور جانفشانی سے مرتب کیا ہے اور پھر اس کی کتابت وطباعت اور ترتیب وتصحیح میں اسی بلند پایہ ذوق کا مظاہرہ کیا ہے جو محترم میر صاحب مرحوم کی شخصیت میں ایک طرۂ امتیاز کی حیثیت رکھتا تھا یہ کتاب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے محترم میر صاحب مرحوم کے سوانح، سیرت اور ہمہ جہتی خدمات کے بہت حسین تذکرہ پر مشتمل ہے اسے مرتب کرکے کتابی شکل میں پیش کرنے کی غرض جیسا کہ خود مؤلفین نے پیش لفظ میں بیان کی ہے یہ ہے

"اس تالیف کی غرض تربیت اور تزکیہ ہے۔ محترم میر صاحب کی زندگی کے واقعات ان کی انتھک محنت، زہد، ان کا شوق عبادت، بے لوث خدمت، ان کے خطوط اور ان کی نصائح اس لئے مدون کئے گئے ہیں تا طلباء ان کے طرز عمل اور اقوال اور ان کی ہمہ جہت اعلیٰ سیرت کی روشنی میں اپنا محاسبہ کریں محترم میر صاحب مرحوم جماعت احمدیہ کی نئی نسل کے ان خوش نصیب افراد میں سے ایک ممتاز فرد تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مختلف حیثیتوں میں اسلام اور سلسلۂ احمدیہ کی نہایت قابل قدر خدمات سرانجام دینے اور اپنے بعد آنے والوں کے لئے خدمت دین اور وفا اطاعت کا بہت اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی اس لحاظ سے آپ کی سیرت اور خدمات کا یہ حسین تذکرہ نہ صرف طلباء جامعہ کے لئے بلکہ جماعت کے تمام افراد اور بالخصوص نئی نسل کے نوجوانوں کے لئے محاسبہ اور مہمیز کا کام دے سکتا ہے کہ وہ بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کو اجاگر کرکے اپنی زندگیوں کو خدا کی راہ میں وقف کریں اور اہم اور عظیم الشان کام سرانجام دے کر اپنے بعد آنے والی نسلوں کیلئے خدمت وفدائیت کا نیک نمونہ قائم کر دکھائیں اس نقطہ نگاہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ ہر فرد جماعت کے لئے اس کتاب کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

کتاب بہت اعلیٰ قسم کے سفید کاغذ پر بہت نفاست اور نظافت کے ساتھ طبع کرائی گئی ہے الجمعیۃ العلمیہ ظاہر و باطن کے لحاظ سے ایک حسین وجود کے سوانح پر ایسی عمدہ دلچسپ اور نفیس وحسین کتاب شائع کرنے پر مستحق مبارکباد ہے یہ کتاب دس روپے فی نسخہ کے حساب سے جامعہ احمدیہ سے حاصل کی جا سکتی ہے

قرآن کریم کے سات سو احکام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے"۔

(کشتی نوح)

کیا آپ ان سات سو احکام کی تفصیل سے واقف ہیں؟ اگر نہیں تو آج سے ہی قرآن کریم کا باترجمہ مطالعہ شروع کریں اور تمام احکام سے باخبر ہوں۔

(قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک تعلیم القرآن کے بارہ میں خدام الاحمدیہ سے خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ:-

"خدام الاحمدیہ کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ اشاعت اسلام کا بڑا بوجھ آپ کے کندھوں پر پڑنے والا ہے۔ کوئی ایک طفل یا کوئی ایک نوجوان بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو احمدیت کے مقصد سے غافل رہے اور اس ذمہ داری کی ادائیگی سے غافل رہے جو ہمارے رب نے ہمارے کمزور کندھوں پر ڈالی ہے۔ گو ہر عمر میں انسان کے ساتھ موت لگی ہوئی ہے۔ لیکن عام حالات میں ایک ساٹھ سالہ اودھیڑ عمر کے انسان کی طبعی عمر اس نوجوان کی عمر سے کم ہوتی ہے جو ابھی سولہ یا سترہ سال کا ہے۔ آپ اپنے رُوحانی بنک یا خزانہ (اگر یہ لفظ اس جگہ کیلئے استعمال ہو جہاں خزانہ رکھا جاتا ہے) کو اگر آپ چاہیں تو بہت زیادہ بھر سکتے ہیں۔ لمبی عمر ہے جس شخص نے کئی فصلیں کاٹنی ہوں، اُسی کے گھر میں دانے بہت ہوں گے۔ اگر وہ زیادہ دانے جمع کرے، اگر دانے بیچے تو مال زیادہ ہوگا لیکن جس شخص نے ایک ہی فصل کاٹنی ہو یا دو فصلیں کاٹنی ہوں تو اگر اس کا پیٹ بھر جائے تو وہ راضی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس دنیا میں تو پیٹ بھر جاتا ہے مگر اُخروی زندگی کی جو نعماء ہیں ان کے متعلق کوئی شخص یہ سوچ نہیں سکتا کہ بے شک وہ نعماء ہمیں تھوڑی مقدار میں مل جائیں زیادہ کے ہم امیدوار نہیں۔ ان نعمتوں کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے مطابق کوشش ہونی چاہیئے۔ پس خدام الاحمدیہ کی تنظیم اپنے طور پر بحیثیت خدام الاحمدیہ اس بات کا جائزہ لے اور نگرانی کرے کہ کوئی خادم اور طفل ایسا نہ رہے جو قرآن کریم نہ جانتا ہو۔ یا مزید علم حاصل کرنے کی کوشش نہ کر رہا ہو۔"

(الفضل ۱۰؍اپریل ۱۹۶۹ء)

نظارت تعلیم القرآن جملہ نوجوانوں کو توجہ دلاتی ہے کہ وہ علم قرآن مجید سیکھیں اور اپنی عمر کے قیمتی ایام سے پورا پورا استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن) ربوہ)

احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کے عہدیداران کا انتخاب

کوئٹہ کے تعلیمی اداروں کے لئے احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کے مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب برائے سال ۷۴، ۷۵ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے منظور فرمایا ہے۔ جملہ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عہدیداران کو اپنے فرائض کما حقہ، ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۱۔ مکرم فرحت احمد صاحب صدر ۔ معرفت براس ہول سیلز قندھاری بازار کوئٹہ
۲۔ ،، بشیر احمد صاحب مرزا جنرل سیکرٹری بخانہ مرزا منصور بیگ صاحب پاٹ روڈ ،،
۳۔ ،، آصف محمود صاحب خزانچی ۔
۴۔ ،، منصور احمد صاحب پبلسٹی سیکرٹری
۵۔ ،، عبدالماجد صاحب سیکرٹری صحت جسمانی ۔

(مرزا طاہر احمد)

ولادت

برادرم مکرم ملک نصیر احمد خان صاحب کراچی کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام "ثمر احمد" تجویز فرمایا ہے۔

نومولود مکرم ملک نذیر احمد خان صاحب کراچی کا پوتا اور مکرم ملک منیر احمد خان صاحب کراچی کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عزیز کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین (یوسف سلیم انچارج صیغہ زود نویسی)

تعلیم القرآن کلاس

لجنات کو الفضل سے علم ہو گیا ہوگا کہ ۱۵؍جون سے تین ہفتہ کے لئے تعلیم القرآن کلاس منعقد ہو رہی ہے۔ طالبات کی رہائش کا انتظام لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام کیا جائے گا۔ کوئی ایک لجنہ بھی ایسی نہیں ہونی چاہیئے جہاں سے کوئی نہ کوئی طالبہ پڑھنے کے لئے نہ آئے۔ آنے والی طالبات کے نام مع ولدیت۔ مکمل پتہ عمر۔ تعلیم جلد سے جلد مل جانے چاہئیں۔ بعض طالبات چھوٹے بہن بھائیوں کو لے آتی ہیں ایسا نہ کریں۔ ہر طالبہ کے پاس صدر لجنہ یا مقامی پریذیڈنٹ جماعت کی تصدیق ہونی چاہیئے۔ ہر لجنہ اپنے شہر سے آنے والی طالبات کی صحیح تعداد بہت جلد بھجوا دیں۔

(مریم صدیقہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

اعلان دار القضاء

مکرم محمد اقبال خاں صاحب موضع باکی والی ڈاکخانہ علی پور ضلع مظفر گڑھ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم سردار غلام رسول خاں صاحب وفات پاچکے ہیں۔ مرحوم کے نام قطعہ ۳۳/۱۹ واقعہ محلہ دار النصر الاٹ ہے۔ میرے علاوہ مرحوم کے درج ذیل وارثان بھی ہیں (۱) نذر محمد خاں صاحب (۲) محمد علی خاں صاحب پسران (۳) عزیز مائی دختر (۴) سہل مائی زوجہ ثانی۔ ہم وارثان مرحوم اس بات پر متفق ہیں کہ پلاٹ مذکورہ بالا مکرم رشید خاں صاحب ولد نذر احمد خاں صاحب کے پاس فروخت کر دیا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ پلاٹ ۳۳/۱۹ واقعہ محلہ دار النصر ہماری بجائے مکرم محمد رشید خاں صاحب کے نام منتقل کر دیا جائے۔ پلاٹ کی قیمت بوقت منتقلی محمد رشید خاں صاحب سے وصول کر لی جاوے گی۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جاوے۔

(ناظم دار القضاء ربوہ)

گھر بیٹھے علاج کیجئے!

نوری امرت دھارا

احباب کی سہولت کیلئے حضرت حکیم نور الدین صاحب بھیروی طبیب شاہی مہاراجہ کشمیر وجموں خلیفۃ المسیح اوّل کا نسخہ نوری امرت دھارا کو اس گرانی کے دور میں اصل حالت میں تیار کیا گیا ہے۔ یہی نسخہ ٹھاکر دت شرما لاہور والے کو دیا گیا تھا۔ اس نسخہ کی مقبولیت کا بیّن ثبوت ہے اور جملہ امراض کا شافی علاج ہے۔ اسکی شیشی کا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کریں:-

نوری امرت دھارا فارمیسی متصل ڈان پیڈیپرٹر س دار البرکات ربوہ

درخواست دعا

میری ہمشیرہ صاحبہ اہلیہ شاہ محمد صاحب محمود آباد فارم سندھ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ ہر ممکن علاج کی کوشش کے باوجود ابھی تک کوئی افاقہ نہیں ہوا۔

احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے کامل و عاجل صحت عطا فرمائے۔

راجہ محمد حسین پہریدار خزانہ صدر انجمن ربوہ

ضرورت ڈرائیور

ایک کار ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ خواہشمند امیر مقامی یا پریذیڈنٹ کی تصدیق کے ساتھ براہ راست ملیں۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔ عمر ۳۵ اور ۴۵ سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔

مرزا خلیل احمد
محلہ دار الصدر۔ ربوہ

بچوں کی طاقت کی مشہور دوا

بے بی ٹانک

سوکھے، کمزور اور پیٹ کی خرابی کے مریض بچوں کے لئے بہترین دوا اعلیٰ ٹانک ہے۔ قیمت -/۳ روپے

کیو ریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور۔ کراچی

ہیڈ آفس:- ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ فون ۴۰۶ / ۴۰۷

چندہ مجلس انصار اللہ ہر ماہ ادا کر کے ممنون فرمائیں۔ (قائد مال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُمراءِ اضلاع و مربّیانِ سلسلہ متوجّہ ہوں

جامعہ احمدیہ میں واقفینِ زندگی طلباء کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت ۱۹۶۱ء میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ "ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالبعلم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے" اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:-

"جس تعداد میں نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں اور ایک لمبے عرصہ تک تعلیم ختم کر کے وہ باقاعدہ مربّی بنتے ہیں اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری ضرورت کے ہزارویں حصہ کو بھی پورا نہیں کرتے ... ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ اسلام کی ضرورت کی طرف متوجہ ہوں ... تا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض پوری ہو کہ ساری دنیا خدائے واحد کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔"

اُمراء صاحبان اضلاع و مربّیانِ سلسلہ کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ مجلس مشاورت کے فیصلہ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق آپ اپنے حلقہ کے نوجوانوں کو وقفِ زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی تحریک فرمائیں اور اپنے ضلع سے زیادہ سے زیادہ میٹرک پاس طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بھجوائیں۔ آپکی تحریک کے نتیجہ میں جس قدر نوجوان اپنی زندگیاں پیش کریں براہِ مہربانی ان کے نام و ولدیت معہ مکمل پتے ارسال فرمائیں تاکہ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے موسمی تعطیلات کے بعد ہونے والے انٹرویو سے قبل ان کے وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی کارروائی مکمل کی جا سکے۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ ایف۔اے، بی۔اے اور ایم۔اے پاس نوجوان بھی داخل کئے جاتے ہیں۔

(وکیل الدیوان تحریکِ جدید، ربوہ)

محترم ڈاکٹر احسان علی صاحب وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

میرے ماموں محترم ڈاکٹر احسان علی صاحب ۲۔میکلوڈ روڈ لاہور ۱۱ رمئی بروز ہفتہ تین بجے بعد دوپہر حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ ایک عرصہ سے مختلف عوارض میں مبتلا چلے آ رہے تھے۔ وفات کے قریب صحت کے آثار تھے کہ اچانک خون کے دباؤ میں کمی اور سانس کی تکلیف شروع ہو گئی اور دل کی تکلیف کا حملہ ہوا۔ آپ ۴ رجون ۱۹۰۵ء کو قادیان میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی محترم ڈاکٹر فیض علی صابر رضؓ کے فرزند تھے۔ آپ کا جنازہ لاہور سے ۱۲ رمئی اتوار کے روز صبح تین بجے کے قریب ربوہ لایا گیا۔ اسی روز ساڑھے آٹھ بجے احاطہ مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے علالتِ طبع کے باوجود ازراہِ شفقت نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں آپکی تدفین عمل میں آئی۔ قبر پر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے دعا کرائی۔

آپ نے اپنی یادگار کے طور پر ایک بیوہ اور دو بیٹے برادرم عبدالشکور صاحب اور برادرم عبدالسمیع صاحب اور دس بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے بلندیٔ درجات کے لئے اور اُن کے پسماندگان کو صبرِ جمیل ملنے کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

(خلیفہ صباح الدین احمد مربّی سلسلہ ضلع راولپنڈی)

درخواستِ دُعا

ان دنوں سیکنڈری بورڈ اور یونیورسٹیوں کے مختلف امتحانات ہو رہے ہیں جن میں جماعت کے طلبہ اور طالبات کی ایک بڑی تعداد شریک ہو رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اعلیٰ نمبروں پر کامیاب کرے اور ان کی کامیابی کو ان کے لئے اور ملک و قوم کے لئے مفید اور بابرکت بنائے۔

ضروری تصحیح

الفضل ۱۴ رماہِ ہجرت ۱۳۵۳ ہش (۱۴ رمئی ۱۹۷۴ء) کے صفحات ۲ تا ۵ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اُس تقریر کا مکمل متن شائع ہوا ہے جو حضور نے ۲ رہجرت (مئی) کو خدام الاحمدیہ کی اکیسویں سالانہ تربیتی کلاس کی افتتاحی تقریب میں فرمائی تھی اس میں ص۴ کی آخری سات سطریں سہوِ کتابت سے ص۵ کے شروع میں دوبارہ لکھی گئیں جس کی وجہ سے عبارت غیر مربوط ہو گئی ہے۔ ص۵ کی پہلی سات سطریں مکرر لکھی جانے کے باعث محذوف سمجھی جائیں اور انہیں حذف کرنے کے بعد ص۴ کے آخر اور ص۵ کے شروع کی مربوط عبارت یوں پڑھی جائے:-

(ص۴ کا آخری فقرہ) آپ کبھی نہیں کہیں گے کہ بوجھ تو زیادہ ڈال دیا گیا مگر اس کے مقابلہ میں ہمارے رب نے ہمیں طاقت نہیں دی (ص۵) کیونکہ اسلام کہتا ہے کہ جتنا بوجھ ہمارا رب ہم پر ڈالے گا اُسی کے مطابق ہمیں طاقت بھی دیتا چلا جائے گا۔

قارئینِ کرام اس کے مطابق تصیح فرمالیں۔ ادارہ اس فروگذاشت پر معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

مکرم بریگیڈیئر ڈاکٹر غلام احمد صاحب کی مراجعت

مکرم بریگیڈیئر ڈاکٹر غلام احمد صاحب تین سال سے زائد عرصہ تک مجلس نصرت جہاں سکیم آگے بڑھو کے تحت مغربی افریقہ کے ملک غانا میں طبّی خدمات سرانجام دے کر حال ہی میں واپس پاکستان تشریف لے آئے ہیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر لبیک کہہ کر نصرت جہاں کی طرف سے افریقہ جانے والے پہلے ڈاکٹر ہیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو بہتر اجر سے نوازے اور صحت و عافیت والی لمبی عمر عطا کر کے مزید خدماتِ دینیہ کی توفیق بخشے۔ آمین

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں)

اعلانِ نکاح

کراچی — مکرم مولوی سلطان محمود صاحب شاہد مربی سلسلہ مقیم کراچی نے ۲۷ راپریل ۱۹۷۴ء بروز ہفتہ عزیزہ شاہدہ انیس سلمہا بنت مکرم خان انیس احمد خان صاحب آف مالیر کوٹلہ (حال ۳۹/۹-اے، محمد علی سوسائٹی کراچی) کا نکاح عزیز عبدالسمیع صاحب ہمتا ابن مکرم عبدالقادر صاحب ہمتا (۷/۱ اے، سی پی۔ برار سوسائٹی کراچی) کے ہمراہ ۲۵ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اِس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین

اعلان

میرے چھوٹے بھائی المعروف بہ بہادر شاہ ظفر متعلم جماعت ششم تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کا اصلی نام سید ظفر مصطفےٰ ہے آئندہ سے اُسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

پرویز مصطفےٰ
کوٹھی عبداللطیف صاحب سنکوہی
دارالبرکات ربوہ

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
(مینیجر الفضل ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴